نئی تہذیب کے ہاتھوں انسانیت اپنا سر پیٹ رہی ہے۔

انسان حیوانیت

کے

گھڑے میں

(جناب ریاض الحسن نوری۔ ایم۔ اے)

جدید تہذیب اور قتلِ جنین | قتلِ جنین (ABORTION) کا رائج العام ہونا نہ صرف کسی معاشرے کے جنسی فساد کا ثبوت ہوتا ہے، بلکہ فطرت سے یہ طریق تصادم بتاتا ہے کہ انسانیت کے اعلےٰ جذبات اور قیمتی اقدار کی تباہی ہو چکی ہے۔ مغربی معاشروں میں قتلِ جنین ایک کھیل بن چکا ہے۔ وہاں ادارہ ہائے اسقاط کو لفظ "مِل" (MILL) بہ معنی کارخانہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یعنی کارخانہ ہائے قتلِ انسان نامولود۔ ان ترقی یافتہ اداروں کی رفتارِ کار اتنی تیز ہے کہ "مریضہ" داخل ہونے کے آدھ گھنٹہ بعد اپنے بارِ حمل سے فارغ ہو جاتی ہے۔ ایک پروبیشن افسر نے ایک ڈاکٹر سے دریافت کر کے بیان کیا ہے کہ وہ ہفتہ کے روز ایسے کیس ۵۰ کر لیتا ہے۔ اوسطاً اس خدمت کو انجام دینے والے ڈاکٹر سالانہ ۱۰، ۵ ہزار کیس کرتے ہیں۔ بہت سے کیس پرائیویٹ اداروں کے پاس جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی معاملہ بگڑ جائے تو پھر سرکاری ہسپتالوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ مجموعی طور پہ مغربی دنیا میں قتلِ جنین یا اسقاط کے واقعات کی سالانہ تعداد لاکھوں سے گزر کر کروڑوں تک پہنچی ہے۔

روس میں ۱۹۵۵ء تک اسقاط کرنا کرانا خلافِ قانون تھا۔ لیکن ۲۳ نومبر ۱۹۵۵ء کو ایک قانون کے ذریعے مستند (QUALIFIED) ڈاکٹروں کے ہاتھوں اسقاط کرانا جائز کر دیا گیا۔ روس میں رہائشی انتظامات کی کمی، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی یکجائی اقامت اور مرد و زن کے اختلاط عام نے قتلِ جنین کی معصیت آہستہ آہستہ عام کر دی ہے۔ پہلے غیر قانونی صورتوں میں اور اب

قانونی راستے سے۔

خیال رہے کہ جدید تہذیب کے یہ حالات برتھ کنٹرول کے باوجود ہیں۔ جس کا نیا خوبصورت نام ترقی پذیر ممالک کے لئے فیملی پلاننگ تجویز کیا گیا ہے۔

جنسی گندگی | کسی نظریۂ حیات اور تہذیب کی خوبی یہ ہے کہ وہ کسی انسان کو اچھا انسان بنا سکے۔ اسے خواہشوں کی غلامی کی پستی سے اٹھا کر خواہشوں کو اخلاقی انضباط میں رکھنا سکھائے۔ بصورت دیگر جو نظام یا تہذیب انسان کو خواہشوں کی سواری بنا دے، اس کے دوں نہاد ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ خصوصیت سے کسی معاشرے میں جنسی میلانات کے لئے اگر حسنِ انضباط نہ پایا جاتا ہو تو وہ حیوانی سطح تک گر جاتا ہے۔

اس معاملے میں یورپ کا حال یہ ہے کہ ایسے واقعات شاذ ونادر نہیں ہیں کہ بہن بھائی آپس میں ناجائز تعلقات قائم کر لیتے ہیں۔ امریکہ میں یہ رواج پھیلتا جا رہا ہے۔ کہ مرد آپس میں ہفتہ عشرہ کے لئے اپنی بیویاں بدل لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں "پگڑی بدل بھائی" کا محاورہ تھا۔ امریکہ میں اب "بیوی بدل دوست" کا نیا محاورہ تشکیل پا رہا ہے۔ گرل فرینڈ کا رکھنا تو شرافت وشائستگی کی ایک عام نشانی ہے۔ یہ حال ہے ان ممالک کا جو اسلام کے قانون تعددِ ازدواج (جو محدود بھی ہے۔ اور مشروط بھی) پہ حرف رکھتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی معاشروں میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والے شاذ ونادر افراد کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں، اور مغرب کی عشقیہ دوستی اور لاتعلق بلا نکاح کا ہزارواں حصہ بھی رائج نہیں۔

سفید کھال اور جدیدیت کے پیچھے یورپ میں انتہائی گندہ آدمی پایا جاتا ہے۔ جو نہ رفع حاجت کے بعد استنجا کرنا جانتا ہے، نہ غسلِ جنابت کا پابند ہے۔ اور نہ کھانے کے بعد کُلی کرنے کے آداب سے آشنا ہے۔ اس "مہذب آدمی" کے اطوار کا نقطۂ عروج یہ ہے کہ زوجین اور گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ ایک دوسرے کے خفیہ اعضاء کو چاٹنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے اور اس گھناؤنے ــــــ اور کریہہ فعل میں امریکہ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے فارغ شدہ مرد و زن میں سے تقریباً ساٹھ فیصد بری طرح مبتلا ہیں [1]۔ یہی نہیں بلکہ یورپ کے ماہرین جو شادی شدہ لوگوں کے لئے بزعم خود سائنٹفک ہدایات پہ کتابیں لکھتے ہیں۔ وہ اپنی کتابوں میں اس قبیح اور غلیظ فعل کی نہ صرف تحریک پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ اسے عین تقاضائے فطرت

---

[1] CAPRIO M. D IN HIS BOOK VARIATIONS SEXUAL BEHAVIOUR PAGE. 266

قرار دیتے ہیں۔ ہاں ان کے نزدیک اس فعل کو صرف اس صورت میں غیر فطری کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ یہ عمل فعل یعنی جماع کا قائم مقام بن جائے اور صرف اسی پہ اکتفاء کی عادت ہو جائے ۵۱

بیعت کا انوکھا طریقہ آج کل ہی نہیں بلکہ قرون وسطیٰ میں بھی یورپ میں بہت سے عیسائی مذہبی فرقے اور جماعتیں ایسی تھیں جن میں بیعت کا طریقہ یہ رائج تھا کہ مرید کو مرشد کی مقعد کا بوسہ لینا پڑھتا تھا۔ دریں حالات ہم کہتے ہیں کہ ایسی گندہ اور نجس قوموں کے ہاتھ کے ذبیحے کا تو سوال ان کے ہاں کے بنے ہوئے بسکٹوں وغیرہ کا خیال کر کے بھی ہمیں متلی ہوتی ہے۔

---

۵۱ IDEAL MARRIAGE BY VEIDE M.D. PUBLISHED BY HEINEMANN MEDICAL BOOKS PAGE 148, 149.

قارئین کو متعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ گندگی تو یورپین نسلوں کا قدیم خاصہ ہے۔ جو لوگ اعضائے تناسل کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان اعضاء کی گندگی سے پرہیز کے کیا معنی۔ ! چنانچہ ریفر کیپریو (REFER CAPRIO M.D) اپنی کتاب "VARIATIONS IN SEXUAL BEHAVIOUR" کے صفحہ ۲۰۹ میں ایک امریکی کا بیان لکھتا ہے :

"I SWALLOWED THE SEMEN DURING EXCITEMENT."

"یعنی میں نے جوش میں آکر مادۂ تولید کو بھی نگل لیا۔ نیز اس کتاب میں امریکہ کے ایسے لوگوں کا ذکر بھی ہے۔ جو دوسروں کو یا اپنی بیویوں کو کہتے ہیں کہ ہمارے منہ میں پیشاب کرو۔ اور اس طرح پیشاب سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ص ۲۷"

مندرجہ بالا نجس عادات و افعال کے علاوہ بھی بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جو آجکل کی اس مہذب اور متمدن قوم میں عام پائی جاتی ہیں۔ اور جن کا ذکر بھی ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ تاہم چند باتیں اس لئے درج مضمون کر دی گئی ہیں۔ کہ موجودہ دور یورپ کی تقلید میں اندھا دھند بھاگنے والے مسلمان، تہذیب یورپ کے ان نادر شاہکاروں سے واقف ہو کر بآسانی یہ اندازہ لگا سکیں کہ جو لوگ بظاہر ایک پلیٹ میں مل کر کھانا کھانے کو صفائی کے منافی اور اصول صحت کی رو سے قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کا باطن کس قدر غلیظ اور مکروہ ہے۔ تعجب ہے کہ اس قدر نجس اقدار کے حامل لوگ مسلمانوں پہ ایک برتن میں کھانے اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کی وجہ سے طعن کرتے ہیں حالانکہ جدید سائنس بھی ——— جس پہ ان کو ناز ہے ——— چمچ کی بجائے ہاتھ سے کھانے اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کو صحت اور نظام ہضم کے لئے نہایت مفید قرار دے چکی ہے۔ (ماہنامہ محدث)

کنزے کی رپورٹ کا خلاصہ RICHARD LEWINSOHN M.D. لکھتا ہے کہ کنزے رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ میں ۸۰ فیصد مرد اور تقریباً ۵۰ فیصد عورتیں شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کر لیتی ہیں۔ ان میں سے ۶۰ فیصد مردوں نے ایسے جنسی تعلقات قائم کئے جو خلاف قانون تھے۔ ۷۰ فیصد نے رنڈیوں سے تعلقات قائم کئے اور ۴۰ جز شادی شدہ مرد اپنی بیویوں سے بے وفائی کرتے ہیں۔ ۲۷ فیصد مردوں اور ۱۹ فیصد عورتوں نے ہم جنسوں سے تعلقات قائم کرنے کو تسلیم کیا، کھیتوں پر کام کرنے والے ہر چھ لڑکوں میں سے ایک جانوروں سے بدفعلی کا مرتکب ہوتا ہے ؎۱

مذکورہ بالا محقق، E.S. TURNER کے حوالے سے کنزے سے قبل کے دور کا ذکر کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

"...... شادی سے قبل جنسی تعلقات قائم کرنے کی وجہ سے جو بچے پیدا ہوتے تھے ان میں سے سرکاری ملازمین کے بچوں کی تعداد ۴۱ فیصد، ڈاکٹروں اور وکلاء کے بچوں کی تعداد ۳۰ فیصد اور پادریوں، استادوں اور افسروں کے بچوں کی تعداد ۱۵ جز ہوتی تھی۔"

۱۹۳۸ء میں انگلینڈ میں جو حمل شادی سے پہلے ٹھہرے مگر وضع حمل سے قبل نکاح کے ذریعے ان کو جائز کر لیا گیا ؎۲ ان کی تعداد ناجائز طور سے پیدا ہونے والے بچوں سے دگنی تھی۔ (یہ ذکر ۱۹۳۸ء کا ہے اور اب تو اس سلسلہ میں بہت ترقی ہو چکی ہے۔)

برٹرینڈرسل اپنی کتاب MARRIAGE AND MORALS BY BERTRAND RUSSELL کے ص ۱۰۰ پر لکھتا ہے:

"جنگ عظیم کے بعد سے امریکہ، انگلینڈ، جرمن اور سکنڈے نیویا میں بڑی تبدیلی آگئی ہے۔ باعزت خاندانوں کی کثیر (VERY-MANY) اس کو ضروری (WORTH WHILE) نہیں سمجھتیں کہ عصمت کی حفاظت کی جائے اور نوجوان اب رنڈیوں

ؐ۱ P 356 A HISTORY OF SEXUAL CUSTOMS BY RICHARD LEWINSOHN M.D.

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر ہونے کے علاوہ P.H.D بھی ہیں اور مشہور محقق ہیں۔ ان کی اس کتاب کا ۱۹۵۸ء میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ ۱۹۶۲ء تک اس کے آٹھ ایڈیشن صرف انگریزی زبان میں چھپ چکے تھے۔ ؎۲ یاد رہے کہ امریکہ اور یورپ میں یہ بات قانونی حیثیت رکھتی ہے کہ اگر حمل ٹھہرنے کے بعد وضع حمل سے پہلے پہلے کسی وقت بھی نکاح پڑھوا لیا جائے تو ایسا بچہ جائز متصور ہوگا۔

کے پاس جانے کے بجائے ایسی لڑکیوں سے تعلقات قائم کر لیتے ہیں جن سے کہ اگر وہ امیر ہوتے تو شادی کے خواہش مند ہوتے ..... امریکہ میں بہت ہی کثیر تعداد میں (A VERY LARGE PERSENTAGE) لڑکیاں کئی کئی عاشق بنا لیتی ہیں۔ اور بعد میں شادی کر دا کے بہت ہی باعزت بن جاتی ہیں۔"

یورپ کی ان ہی حماقتوں کی بنا پر LEOPOLD ASAD نے مغربی تہذیب کو "کانا دجال" کہا ہے۔ جو صرف ایک آنکھ سے دیکھتی ہے۔ اور دوسری آنکھ اس کی ہے ہی نہیں۔ چنانچہ نتیجۃً نہ صرف خود مضحکہ خیز بن کر رہ گئی ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی تباہی کے گڑھے کی طرف دھکیل رہی ہے۔

خنزیر خوری اور جنسی گندگی | دنیا جانتی ہے۔ کہ سؤر ایک ایسا جانور ہے کہ غلاظت اور فضلہ جس کا من بھاتا کھاجا ہے۔ پس جو لوگ اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ ان میں یہ اثرات آنے لازمی ہیں۔ چنانچہ CAPRIO نے اپنی کتاب VARIATIONS IN SEXUAL BEHAVIOUR میں مختلف جنسی عادتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو مغربی دنیا میں عام ہیں ان میں سے ایک ANILINGUS ہے۔ جس کے معنی میں وہ لکھتا ہے کہ یہ ایسی عادت ہے۔ کہ جس میں کوئی شخص دوسرے انسان کے خاص پاخانہ نکلنے کے مقام کو زبان سے چاٹ کر لطف اندوز ہوتا ہے۔ سؤر کا گوشت کھانے والوں میں ایسے لوگوں کا پیدا ہونا کوئی زیادہ تعجب کی بات بھی نہیں۔ یورپ میں لواطت کا عام رواج بھی خنزیر خوری ہی کا کرشمہ ہے۔ چنانچہ اب تو وہاں مردوں کی مردوں سے شادیاں بھی ہونے لگی ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق مصنف مذکور لکھتے ہیں کہ:

"Paradoxically some homosexuals claim that the idea of having sex relations with a woman is revolting. The mere mention of cunnilingus disgusts them. Yet they have no reluctance to performing fellatio to completion or performing anilingus on men."

ترجمہ: الٹی بات یہ ہے کہ کچھ ہم جنسی میں مبتلا مرد کہتے ہیں کہ ان کے لئے عورت سے ہم بستری کا خیال بھی قابل نفرت ہے اور عورت کی شرمگاہ کے بوسے کا خیال بھی ان میں نفرت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ لیکن یہ لوگ مردوں کی شرمگاہوں

پر کام ذہن کا استعمال کر کے ان کو منزل کرنے یا ان کی مقعد کو چاٹنے، جیسی حرکات کرنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

مندرجہ بالا حقائق پر نظر ڈالنے کے بعد اپنے ملک کے ان نیم تعلیم یافتہ لوگوں (نیم تعلیم یافتہ اس لئے کہ ان کی اکثریت صرف مشین کے طور پر یا روپیہ کمانے کی غرض سے تعلیم حاصل کرتی ہے۔ ورنہ نہ ان کو علم کا ذوق ہوتا ہے۔ اور نہ کتابوں کا۔) کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ جن کی ایک بڑی تعداد مغربی افکار کو وحیِ الٰہی سے بھی بلند درجہ دے کر ان کے پیچھے اندھا دھند اور دیوانہ وار دوڑتی چلی جا رہی ہے۔ اور رفتہ رفتہ ذہنی غلامی کی انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح کی ایک صاحبہ نے جو چند ماہ انگلینڈ میں گزار آئی تھیں، انگریزوں کے دفاع میں ایک مرتبہ فرمایا: کہ "وہ لوگ سؤر کھاتے ہیں، لیکن وہ سؤروں کو غلاظت نہیں کھانے دیتے۔" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یورپ میں لاکھوں مویشی ان سؤروں سے ہی FOOT AND COLT کی وبائی بیماری میں مبتلا ہو کر مرتے ہیں۔ تاہم اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ وہاں کے سؤر STERILIZED کھانا اور پانی استعمال کرتے ہیں تو بھی اس سے سؤر کی فطرت تھوڑی بدل جاتی ہے؟ اگر کسی بلّی کو صرف دودھ پلا کر پالا جائے تو کیا اس کی گوشت خوری کی فطرت ختم ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ اسے جب بھی موقع ملے گا وہ اپنی اس فطرت کا آزادانہ استعمال کرے گی۔

پاکستان کے مشہور صحافی ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے ہمیں ایک محفل میں بتایا کہ ایران کا شمار اگرچہ اسلامی ممالک میں ہوتا ہے۔ تاہم وہاں بھی خنزیر خوری اس قدر عام ہے کہ جب ہم شاہ کی تاج پوشی کی رسم کے موقع پر ایران گئے تو اس مختصر سے عرصہ میں بھی باوجود نہایت احتیاط کے تین مرتبہ غلطی سے سؤر کا گوشت چکھنے میں گرفتار ہوئے ــــــ ایک ایران ہی کا ذکر کیا، دوسرے کئی اسلامی ممالک بھی مغرب کی نقالی میں بمار درجہ ملوّث ہیں۔ (محتسب۔ لاہور)

بقیہ: المیہ مشرقی پاکستان:

کی تو مغربی بازو کا شیرازہ بھی بکھر جائے گا ــــ خوف اور نفرت کی وجہ سے ہی اسے کبھی امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رہتی ہے تو کبھی چین کی، کبھی روس کو دوست بنانے کی کوشش کرتا ہے تو کبھی برطانیہ کو۔ یہ طاقتیں اسے ہتھیار دیکر اپنا آلۂ کار بنائے ہوئے ہیں۔ اگر نفرت اور خوف کا جذبہ نہ ہوتا تو ہندوستان اور پاکستان دوست اور ہمدرد بنکر دوسرے ملکوں کی مدد کرنے کے قابل ہو گئے ہوتے۔

(بشکریہ الفرقان۔ فروری ۱۹۷۲ء)